AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مصنوعی ذہانت(AI)اورانسانی اختیار(Free Will):اسلامی فلسفہ اور جدید سائنس کا تقابلی جائزہ

ARTIFICIAL INTELLIGENCE (AI) AND HUMAN FREE WILL:A COMPARATIVE STUDY OF ISLAMIC PHILOSOPHY AND MODERN SCIENCE

Muhammad Fahim Yasin
MA islamic studies,University of Azad jammu and kashmir muzafarabad
fahimyasin485@gmail.com
Saba Aorangzaib
Lecturer ,Ph.D. scholar at University of Education, Lahore.
Department of Islamic Studies,Government Graduate College for Women Baghbanpura, Lahore.
sabas1211@gmail.com.
Waqas Muhammad
Mphill Research scholar University of Swat
wmuhammad878@gmail.com

Abstract:

In the modern era, human life is increasingly falling under the influence of technology, with Artificial Intelligence (AI) emerging as one of the most significant and far-reaching innovations among these technological developments. AI is not only intervening in the routines of daily life but is also raising profound moral, philosophical, and existential questions—foremost among them being the issue of human free will. Is man still free in making decisions, or is the growing dominance of artificial intelligence constraining this freedom? This question is not merely scientific in nature; it carries deep philosophical and religious implications.In Islamic philosophy, particularly within the disciplines of Ilm al-Kalam (theology) and Tasawwuf (mysticism), the nature of human will and agency has been a subject of extensive debate for centuries. The Qur'an regards the human being as morally responsible, granting him the freedom to choose between good and evil, and holding him accountable for his actions. Islamic scholars have approached the complex issue of determinism and free will through various theological schools of thought. On the other hand, modern scientific perspectives—especially in neuroscience and artificial intelligence—tend to view the human mind as a mechanistic system, thereby challenging the traditional notion of free will from a new angle.This research study seeks to examine the concept of human free will through a comparative lens, analyzing both Islamic philosophy and modern scientific theories within the context of artificial intelligence. The aim is to foster a meaningful dialogue between these two intellectual paradigms, striving towards a harmonious understanding—one that upholds human moral responsibility while ensuring that scientific advancement follows a balanced and human-centric trajectory.

Keywords: Artificial Intelligence, Islamic Philosophy, Modern Science, Developments, Harmonious

عصرِ حاضر میں انسانی زندگی تیزی سے ٹیکنالوجی کی گرفت میں آتی جا رہی ہے،اور مصنوعی ذہانت(Artificial Intelligence)ان ترقیاتی رجحانات میں سب سے زیادہ اہم اور دُور رس اثرات کی حامل ایجاد تصور کی جاتی ہے۔AI نہ صرف روزمرہ زندگی کے معمولات میں مداخلت کر رہی ہے بلکہ اخلاقی، فکری اور وجودی سوالات کو بھی جنم دے رہی ہے، جن میں سے ایک بنیادی سوال انسانی اختیار(Free Will) سے متعلق ہے۔ کیا انسان اب بھی اپنے فیصلوں میں آزاد ہے یا مصنوعی ذہانت کی بڑھتی ہوئی بالادستی اس کی آزادی کو محدود کر رہی ہے؟ یہ سوال محض سائنسی نہیں بلکہ گہرے فلسفیانہ اور مذہبی مضمرات کا حامل ہے۔ اسلامی فلسفہ، بالخصوص علمِ کلام اور تصوف میں،انسانی ارادہ واختیار پر صدیوں سے بحث جاری ہے۔ قرآن مجید میں انسان کو خیر و شر کے انتخاب کا مکلف قرار دیا گیا ہے،اور اُسے اس کے اعمال کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ علمائے اسلام نے جبر و قدر کے مسئلے پر مختلف مکاتب فکر کے ذریعے اس پیچیدہ سوال کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ دوسری طرف، جدید سائنسی نقطہ نظر، خاص طور پر نیوروسائنس اور مصنوعی ذہانت کے دائرے میں، انسانی ذہن کو ایک مشینی نظام کے طور پر دیکھنے کی طرف مائل ہے، جس سے اختیار کی روایت پر ایک نئے زاویے سے سوال اُٹھتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ تحقیقی مطالعہ اسلامی فلسفے اور جدید سائنسی نظریات کے مابین انسانی اختیار کے تصور کو مصنوعی ذہانت کے تناظر میں سمجھنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے۔ اس جائزے کا مقصد یہ ہے کہ ان دونوں فکری دنیاؤں کے درمیان مکالمے کو فروغ دے کر ایک ہم آہنگ تفہیم کی طرف بڑھا جائے، جہاں نہ صرف انسان کی اخلاقی ذمہ داری باقی رہے، بلکہ سائنسی ترقی بھی ایک متوازن اور انسان دوست رخ اختیار کرے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں انسان کے اختیار اور انتخاب کی ذمہ داری

اسلامی تصورِ انسان میں انسان کو محض ایک مجبور محض یا روبوٹک مخلوق نہیں سمجھا گیا، بلکہ اُسے ایک بااختیار اور باشعور مخلوق قرار دیا گیا ہے جسے خیر و شر، ہدایت وضلالت اور طاعت و معصیت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا شعور اور قدرت دی گئی ہے۔ یہی اختیار اُس کی آزمائش، اُس کی ذمہ داری اور اُس کی جزا و سزا کی بنیاد ہے۔ اگر انسان کو کوئی اختیار حاصل نہ ہوتا، تو پھر اُس سے کسی عمل کے لیے باز پُرس بھی بے معنی ہوتی۔ قرآن مجید اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں متعدد مقامات پر اس بات کو واشگاف انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان فطرتاً مختار ہے اور اس اختیار کے ساتھ وہ اپنے اعمال کا خود ذمہ دار بھی ہے۔

قرآن سے استدلال:

قرآنِ مجید کی سورۃ الدہر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا"[1]

"ہم نے اسے راستہ دکھا دیا، اب چاہے شکر گزار بنے یا ناشکرا۔"

یہ آیت اس حقیقت کو آشکار کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو راہِ ہدایت بھی دکھا دی ہے اور اس کے لیے یہ اختیار بھی چھوڑ دیا ہے کہ وہ چاہے تو شکر گزار بنے اور چاہے تو انکار کرے۔ یہاں "شاکر" اور "کفور" کی دو صفات کا ذکر اس کی عملی ترجیح کے دو ممکنہ راستے دکھا رہا ہے، جو اسی وقت با معنی ہو سکتے ہیں جب انسان کو انتخاب کا اختیار حاصل ہو۔

سنت سے استدلال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ میں بھی انسانی اختیار کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ما منكم من أحدٍ، ما من نفسٍ منفوسةٍ، إلا وقد كُتب مكانها من الجنة والنار، وإلا وقد كُتب شقيٌّ أو سعيدٌ"[2]

"تم میں سے کوئی ایسا نہیں، کوئی بھی جاندار ایسا نہیں جس کے لیے جنت یا دوزخ میں جگہ نہ لکھی گئی ہو، اور جس کے متعلق یہ نہ لکھا گیا ہو کہ وہ بدبخت ہے یا خوش بخت۔"

پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "تو کیا ہم عمل ترک کر دیں اور تقدیر پر بھروسہ کریں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اعملوا فكلٌّ ميسَّرٌ لما خُلق له"

"عمل کرتے رہو، ہر ایک کے لیے وہی آسان کیا جاتا ہے
جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔"

---

[1] الدہر: 3

[2] مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری. "صحیح مسلم. "کتاب القدر، حدیث 2647. بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1991.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تقدیر کے علمِ الٰہی کے باوجود انسان کو عمل کرنے کا اختیار حاصل ہے، اور وہ اپنے انتخاب کے ذریعے اپنے انجام کی سمت گامزن ہوتا ہے۔ یہ نہ تو جبریت کی تائید ہے، نہ ہی مطلق آزاد خیالی کی؛ بلکہ یہ توازن ہے عمل اور ایمانِ بالقدر کے مابین۔

قرآن و سنت کے ان بیانات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام انسان کو ایک باشعور، بااختیار اور ذمے دار مخلوق کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اس کا ہر فیصلہ اور انتخاب اُس کی ابدی کامیابی یا ناکامی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ یہی تصورِ اختیار، انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کی بنیاد ہے۔

اسلامی علم الکلام میں انسان کا اختیار: کلامی مکاتبِ فکر کی روشنی میں

اسلامی فکر کا ایک بنیادی سوال یہ رہا ہے کہ کیا انسان اپنے افعال پر اختیار رکھتا ہے یا وہ محض قضا و قدر کا پابند ہے؟ اس سوال کا تعلق صرف فلسفہ سے نہیں بلکہ اخلاقیات، عدلِ الٰہی، جزا و سزا، اور شریعت کی عملی اساس سے بھی ہے۔ اگر انسان کے پاس اختیار نہ ہو، تو احکامِ الٰہی، حساب و کتاب، ثواب و عذاب، سب کا تصور مشکوک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسلامی علم الکلام نے اس مسئلے کو نہایت گہرائی اور تنوع کے ساتھ موضوعِ بحث بنایا۔

مختلف مکاتبِ فکر نے اختیارِ انسان کے بارے میں اپنے نظریات پیش کیے، جن میں جبریہ نے انسانی ارادہ کا انکار کیا، معتزلہ نے انسان کو مکمل مختار مانا، اشاعرہ نے کسب کا نظریہ پیش کیا، امام غزالی نے متوسط موقف اپنایا، جبکہ صدر الدین شیرازی نے انسان کے شعور و ارادے کو اس کے وجودی کمال کا جزو قرار دیا۔ ان افکار کا مطالعہ اسلامی تہذیب میں عقل و نقل کے باہمی تعلق کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

جبریہ: اختیار کی مکمل نفی

ابن حزم، جو ظاہری فقہی مکتب کے نمایاں عالم اور جبریہ فکر کے نمائندہ متکلم تھے، انسانی افعال میں اختیار کی مکمل نفی کرتے ہیں۔

> العبد لا قدرة له على شيء، وجميع أفعاله خلق الله، لا مدخل له فيها[3]
>
> "بندے کے پاس کسی چیز پر کوئی قدرت نہیں، اس کے تمام افعال اللہ کی پیدا کردہ ہیں، بندے کا ان میں کوئی دخل نہیں۔"

جبریہ کے مطابق انسان ایک مجبور مخلوق ہے، جو اپنے افعال میں کسی بھی قسم کی آزادی یا ارادہ نہیں رکھتا۔ ان کے نزدیک جو کچھ انسان کرتا ہے، وہ سب اللہ کی طرف سے طے شدہ ہے، اور انسان اس پر کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ ابن حزم اس مؤقف کو نہایت شدت سے بیان کرتے ہیں۔

اشاعرہ: اکتساب (کسب) کا نظریہ

امام ابو الحسن اشعری، جو اہلِ سنت کے اشعری مکتبِ فکر کے بانی تھے، افعالِ بندہ میں "کسب" کا نظریہ متعارف کراتے ہیں تاکہ انسان کی ذمہ داری بھی قائم رہے اور اللہ کی خالقیت بھی۔

> إن الله خالق أفعال العباد، والعبد يكتسب الفعل عند خلق الله له، وليس للعبد خلق ولا تأثير[4]
>
> "اللہ بندوں کے افعال کا خالق ہے، بندہ اس فعل کو اس وقت حاصل کرتا ہے جب اللہ اسے پیدا کرتا ہے، بندے کو نہ کوئی تخلیقی قوت حاصل ہے اور نہ ہی اس کا کوئی اثر ہے۔"

اشاعرہ، جنہیں اہلِ سنت کے بڑے مکاتب میں شمار کیا جاتا ہے، اللہ کی مطلق خالقیت کو تسلیم کرتے ہیں مگر انسان کے لیے کسب (اکتساب) کا دروازہ کھولتے ہیں۔ ان کے مطابق بندہ نیت اور ارادے سے کسی فعل کی طرف جھکتا ہے، اور اللہ وہ فعل پیدا کرتا ہے۔ یوں انسان کی اخلاقی ذمہ داری بھی برقرار رہتی ہے اور اللہ کی خالقیت بھی۔

معتزلہ: انسان افعال کا خالق ہے

---

[3] ابن حزم، الفصل في الملل والأهواء والنحل، ج4، ص19

[4] الشهرستاني، الملل والنحل، ج1، ص89

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

واصل بن عطاء، معتزلہ کے بانی مفکر، نے عدلِ خداوندی کو بنیاد بنا کر یہ مؤقف اپنایا کہ انسان کو مکمل اختیار دیا جائے تاکہ اس پر جزا و سزا کا اطلاق عادلانہ ہو۔

العبد خالق لأفعاله، لأن التكليف لا يصح إلا بالقدرة الحقيقية، ولو لم يكن خالقًا لأفعاله لكان التكليف ظلمًا[5]

"بندہ اپنے افعال کا خالق ہے، کیونکہ حقیقی قدرت کے بغیر تکلیف (یعنی شرعی حکم) درست نہیں ہوتی، اور اگر بندہ اپنے افعال کا خالق نہ ہو تو یہ تکلیف دینا ظلم ہوگا۔"

معتزلہ مکتب نے عدلِ الٰہی کو بنیاد بنا کر یہ مؤقف اختیار کیا کہ انسان اپنے افعال کا خالق ہے۔ ان کے خیال میں اگر خدا انسان کے افعال کا خالق ہو، اور پھر اسی پر سزا دے، تو یہ عدل کے خلاف ہوگا۔ لہٰذا وہ انسان کو مکمل طور پر مختار مانتے ہیں۔ تاہم اس فکر پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ خدا کی خالقیت میں شریک بنانے کا سبب بنتی ہے۔

امام غزالی: خلق اللہ کا، ارادہ بندے کا

امام ابو حامد الغزالی، جو اشعری مکتب کے عظیم شارح اور صوفی متکلم تھے، اختیار اور قدر کے مسئلے میں نیت و ارادے کو انسان کا اصل ذمہ دار عمل قرار دیتے ہیں۔

قال الإمام الغزالي:

الأفعال كلها مخلوقة لله، ولكن الكسب من العبد، وهو قصد ونية وإرادة[6]

"تمام افعال اللہ کی پیدا کردہ ہیں، مگر کسب بندے کی طرف سے ہوتا ہے، اور یہ قصد، نیت اور ارادہ پر مشتمل ہوتا ہے۔"

امام غزالی اشعری مکتب کے شارح اور متکلم ہیں، مگر ان کا نظریہ زیادہ متوازن اور نفسیاتی بصیرت سے بھرپور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ فعل کا خالق اللہ ہے، لیکن انسان کی نیت اور ارادہ اصل میں اس کے فعل کو معنی بخشتے ہیں۔ یہی چیز انسان کو جزا و سزا کا مستحق بناتی ہے۔

صدر الدین شیرازی (ملاصدرا): شعور، ارادہ اور اختیار نفس کی حقیقت ہیں

ملاصدرا، جو صفوی دور کے معروف فلسفی اور حکمت متعالیہ کے بانی ہیں، انسان کے اختیار کو اس کی وجودی۔

النفس الإنسانية جوهر ذو شعور وإرادة، وفعال بالاختيار، وهذا أصل في كماله وعلو مرتبته[7]

"انسانی نفس ایک ایسا جوہر ہے جو شعور اور ارادہ رکھتا ہے، اور اختیار کے ساتھ عمل کرنے والا ہے، یہی اس کی کمال اور بلندی کا اصل سبب ہے۔"

ملاصدرا کے مطابق انسان کا اختیار اس کے نفس کی شعوری و عقلی ساخت کا حصہ ہے۔ چونکہ نفس اپنی حرکتِ جوہری کے ذریعے مسلسل ارتقاء پذیر ہے، اس لیے ارادہ و اختیار اس کی ترقی اور کمال کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ یہ ایک صوفیانہ اور فلسفیانہ نظریہ ہے جو عرفان، اخلاق اور مابعد الطبیعیات کو یکجا کرتا ہے۔

اسلامی علم الکلام میں اختیارِ انسان پر گہرا اور متنوع فکری سرمایہ موجود ہے۔ جبریہ نے قضا و قدر کو بنیاد بنا کر انسان کے اختیار کا انکار کیا، جبکہ معتزلہ نے عدلِ الٰہی کے لیے مکمل اختیار کو ناگزیر جانا۔ اشاعرہ اور امام غزالی نے درمیانی راہ نکالی، اور ملاصدرا نے فلسفیانہ بنیاد پر اختیار کو نفسِ انسانی کا وجودی وصف قرار دیا۔ ان تمام نظریات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلۂ اختیار نہ صرف عقلی و دینی اعتبار سے اہم ہے بلکہ اخلاقی اور روحانی سطح پر بھی بنیادی نوعیت کا ہے۔ آج کے دور میں، جہاں انسان کی ذمہ داری اور خود اختیاری کو اخلاقی اور قانونی پیمانوں پر جانچا جاتا ہے، اسلامی کلامی ورثہ ہمیں ایک گہری بصیرت فراہم کرتا ہے جو نہ صرف عقل پر مبنی ہے بلکہ وحی سے بھی روشنی حاصل کرتی ہے۔

---

[5] الشہرستاني، الملل والنحل، ج1، ص43

[6] الغزالي، الاقتصاد في الاعتقاد، ص56

[7] صدر الدین الشیرازی، الأسفار الأربعة، ج8، ص102

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

انسانی اختیار اور جدید سائنس: ایک عقلی و ایمانی محاکمہ

اسلامی تصورِ انسانیت کی اساس میں یہ یقین شامل ہے کہ انسان مختار، ذمہ دار اور جواب دہ مخلوق ہے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں بار بار اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو خیر و شر میں امتیاز، انتخاب اور اس کے نتائج کا سامنا کرنا ہوگا۔ تاہم جدید سائنسی نظریات، بالخصوص نیوروسائنس، کوانٹم نیورولوجی، اور فلسفۂ علم، انسانی اختیار (Free Will) کو ایک چیلنج کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ زیرِ نظر بحث میں ہم ان جدید سائنسی افکار کا جائزہ پیش کرتے ہیں اور ان کا اسلامی تصورِ اختیار سے تقابلی مطالعہ کرتے ہیں۔

نیوروسائنس اور بنجمن لبیٹ کا تجربہ

نیوروفزیالوجسٹ بنجمن لبیٹ (Benjamin Libet) نے 1980ء کی دہائی میں ایک تجربہ کیا جس میں انسانی دماغ کی برقی سرگرمی (Readiness Potential) کو شعوری فیصلے سے پہلے ریکارڈ کیا گیا۔ اس تجربے کا مقصد یہ جانچنا تھا کہ آیا انسان کا فیصلہ واقعی شعوری ہوتا ہے یا اس سے پہلے دماغ کوئی عمل شروع کر چکا ہوتا ہے۔

تجربے کی نوعیت

لبیٹ نے دیکھا کہ کسی عمل (مثلاً بٹن دبانے) سے تقریباً 300 ملی سیکنڈ پہلے دماغ میں برقی تحریک (RP) پیدا ہو جاتی ہے، جبکہ انسان کو اس عمل کے بارے میں شعوری فیصلہ تقریباً 200 ملی سیکنڈ بعد ہوتا ہے۔ اس سے بعض سائنس دانوں نے یہ اخذ کیا کہ انسانی اختیار محض ایک وہم ہے کیونکہ فیصلہ سازی شعور سے پہلے ہو چکی ہوتی ہے۔

لبیٹ کا مؤقف:

> "Although the volitional process is initiated unconsciously, the conscious function still has the power to veto or cancel the action[8]"
>
> "اگرچہ ارادی عمل کا آغاز غیر شعوری طور پر ہوتا ہے، لیکن شعور کو پھر بھی یہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اس عمل کو روک دے یا منسوخ کر دے۔"

یعنی اگرچہ عمل کی ابتدا شعوری نہیں، مگر شعور کے پاس "ویٹو پاور" ہے، یعنی وہ کسی عمل کو روک سکتا ہے۔ اس ویٹو پاور کو خود لبیٹ نے "conscious free will" کی باقیات قرار دیا۔

اسلامی تناظر:

اسلامی فلسفہ کے مطابق نیت اور ارادہ کا مرکز قلب و عقل ہے، جو انسان کو احتساب کے قابل بناتا ہے۔ چنانچہ اگرچہ بعض فطری محرکات (reflexes) لاشعوری ہوتے ہیں، لیکن اختیاری افعال ہمیشہ نیت، ارادہ اور غور و فکر کے ساتھ ہوتے ہیں، جن پر انسان مؤاخذہ ہوگا۔

کوانٹم نیورولوجی اور انسانی اختیار

نیوروفزیالوجی کے حالیہ تحقیقی پہلوؤں میں کوانٹم نیورولوجی ایک اہم میدان ہے، جو یہ تجویز کرتا ہے کہ انسانی دماغ مکمل طور پر میکانی (mechanistic) یا جبری نظام نہیں ہے، بلکہ اس میں غیر یقینی (indeterminate) کوانٹم حالات بھی موجود ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر گیورگی گیورجیف (Georgi Georgiev) کی تحقیق:

> "Quantum effects in synaptic transmission suggest that the brain may not be fully deterministic and could allow for genuine choice[9]".

[8] Libet, 2004, Mind Time, p. 137
[9] Georgiev, 2021, arXiv preprint: arXiv:2107.11954

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"سنیپٹک ترسیل (synaptic transmission) میں کوانٹم اثرات اس امکان کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دماغ مکمل طور پر جبری (deterministic) نہیں ہے، اور یہ حقیقی انتخاب (genuine choice) کی گنجائش فراہم کر سکتا ہے۔"

یہ تحقیق بتاتی ہے کہ نیورانز میں neurotransmitter کے اخراج میں کوانٹم randomness شامل ہو سکتی ہے، جس سے دماغ کا رویہ مکمل جبری نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں فیصلہ سازی کا حقیقی اختیار (indeterministic choice) موجود ہو سکتا ہے۔

اسلامی تقابل:

یہ تصور اس قرآنی اصول سے مطابقت رکھتا ہے کہ:

"إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا"[10]

"ہم نے اسے راستہ دکھا دیا، خواہ شکر گزار بنے یا ناشکرا۔"

یعنی اختیار کی حقیقت وحی اور سائنسی امکانات، دونوں کے دائرے میں ممکن و معقول ہے۔

فلسفہ، جبر اور اختیار: ایک فکری جائزہ

جدید فلسفۂ ذہن اور عمل میں انسانی اختیار پر تین اہم نظریات پائے جاتے ہیں:

ڈیٹر مینزم (Determinism)

اس نظریے کے مطابق ہر انسانی عمل ایک سابقہ سبب کا نتیجہ ہے، اور چونکہ کائنات قانونِ علت و معلول کی تابع ہے، اس لیے انسان کا اختیار ایک فریب ہے۔

لبر ٹیرینزم (Libertarian Free Will)

یہ تصور کہتا ہے کہ انسان مکمل طور پر آزاد ہے، اور ہر عمل کا فیصلہ وہ شعوری طور پر خود کرتا ہے۔ مذہبی فلسفہ اور اخلاقیات میں یہ نظریہ زیادہ مقبول ہے۔

کمپیٹیبلزم (Compatibilism)

معروف فلسفی ڈینیئل ڈینیٹ (Daniel Dennett) اور الفریڈ میلے (Alfred Mele) اس نظریے کے حامی ہیں کہ:

"Freedom is not the absence of causation, but the ability to act according to one’s motivations and reasoning[11]".

"آزادی کا مطلب سبب و علت (causation) کی عدم موجودگی نہیں، بلکہ یہ ہے کہ انسان اپنی محرکات اور عقل و فہم کے مطابق عمل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔"

یعنی اختیار اور تعین (determinism) ایک ساتھ ممکن ہیں، بشرطیکہ انسان اپنی داخلی وجوہات سے عمل کرے۔

اسلامی ہم آہنگی:

اسلامی کلامی مکتب اشاعرہ کے مطابق بھی یہی اصول ہے کہ فعل کا خالق اللہ ہے، مگر انسان اس کو "اکتساب" کرتا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

"فكل حادث لا بد له من خالق، والإنسان كاسب لا خالق"

"ہر حادثہ کا ایک خالق ہوتا ہے، مگر انسان خالق نہیں، بلکہ کاسب"

---

[10] الدھر: 3

[11] Dennett, 1984; Mele, 2006

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(اکتساب کرنے والا) ہے۔"[12]

جدید سائنسی تجربات، نیورولوجی، اور فلسفہ، انسانی اختیار کو ایک چیلنج کے طور پر پیش کرتے ہیں، مگر یہ چیلنج عقیدۂ اختیار کو کلیتاً رد نہیں کرتا۔ بنجمن لبیٹ کا ویٹو پاور، کوانٹم نیورولوجی کی indeterminacy، اور فلسفیانہ compatibilism، سب اس امکان کی تائید کرتے ہیں کہ انسان کسی نہ کسی درجہ میں مختار ضرور ہے۔

اسلامی نظریہ، جو کہ وحی، عقل، اور مشاہدے کی بنیاد پر قائم ہے، اس تصور کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ اس پر اخلاق، شریعت، اور عدلِ الٰہی کی عمارت کھڑی کرتا ہے۔ قرآن و سنت میں اختیار کو نہ صرف تسلیم کیا گیا ہے بلکہ اسی پر جزا و سزا کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

مصنوعی ذہانت (AI) اور انسانی اختیار: ایک اسلامی تناظر

اسلامی فلسفہ انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیتا ہے جسے عقل، شعور اور اختیار سے نوازا گیا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ انسان کو نیکی و بدی کے درمیان انتخاب کا اختیار حاصل ہے۔ اس تناظر میں جب ہم مصنوعی ذہانت (AI) کے تصور کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ سوال ابھرتا ہے کہ آیا AI کو بھی کسی درجے میں اختیار یا ذمہ داری دی جا سکتی ہے؟ کیا AI کا عمل ارادے اور نیت سے ہوتا ہے؟ اور اسلامی شریعت میں ایسی مشینوں کی نوعیت کیا ہوگی؟ یہ سوالات اس تحقیق کا بنیادی منبع ہیں۔

AI3 کیا ہے؟

مصنوعی ذہانت ایک ایسا تکنیکی نظام ہے جو انسان کی ذہانت کی نقالی کرتا ہے، مگر اس کی بنیاد الگورتھمز، ڈیجیٹل ڈیٹا اور کمپیوٹیشنل فیصلوں پر ہوتی ہے۔ اس کی تین معروف اقسام درج ذیل ہیں:

- Narrow AI: یہ محدود اور مخصوص کام انجام دیتا ہے،
- General AI: ایسی ذہانت جو انسان جیسی عمومی قابلیت رکھتی ہو۔ یہ مرحلہ ابھی نظریاتی سطح پر موجود ہے۔
- Super AI: ایک ایسا مفروضہ مستقبل کا سسٹم جو انسان سے زیادہ ذہین اور خود مختار ہوگا۔

AI3 میں اختیار کی غیر موجودگی

اسلامی تعلیمات کے مطابق اختیار، نیت، اور ارادہ وہ بنیادی صفات ہیں جو انسان کو شریعت کے دائرہ عمل میں مکلف بناتی ہیں۔ جب ہم AI کا تجزیہ کرتے ہیں، تو واضح ہوتا ہے کہ:

- AI اپنے فیصلے خود ارادہ و نیت سے نہیں کرتا بلکہ وہ پیشگی متعین ڈیٹا اور الگورتھمز پر انحصار کرتا ہے۔
- اس کے اندر شعور (consciousness) اور نیت (intention) کا فقدان ہوتا ہے، جو کہ ذمہ داری (taklif) کے لیے بنیادی شرط ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"

"اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

یہ آیت عبادت کی غرض و غایت کو اس اختیار سے جوڑتی ہے جو صرف انسان اور جنات کو حاصل ہے، نہ کہ کسی بے جان نظام کو۔

کلامی و فلسفیانہ تناظر میں اختیار

اختیار کا مفہوم اسلامی علم الکلام میں ایک وسیع بحث رہا ہے، جہاں مختلف مکاتب فکر نے اس تصور کو الگ انداز میں سمجھا ہے۔ یہاں چند معروف مکاتب فکر کے بیانات ان کے اصل مصادر سے مع عربی اقتباس پیش کیے جا رہے ہیں:

جبریہ: (ابن حزم کی نمائندگی میں)

[12] الغزالی، القسطاس المستقیم، 1980، ص 112

ابن حزم (وفات: 1064ء) کے مطابق انسان اپنے افعال میں مجبور ہے، اور سب کچھ خدا کی تقدیر کا مظہر ہے:

"لا فعل لأحدٍ إلا الله وحده، والإنسان مجبورٌ على أفعاله كلّها"[13]

"کسی کا کوئی فعل نہیں سوائے اللہ کے، اور انسان اپنے تمام افعال پر مجبور ہے۔"

اشاعرہ: (الشہرستانی کے حوالے سے)

اشاعرہ کے نزدیک اللہ ہر فعل کا خالق ہے، مگر انسان اس فعل کو 'اکتساب' یعنی اختیار کے ذریعے حاصل کرتا ہے:

"إن الفعل مخلوق لله، ولكن يكتسبه العبد عند صدوره منه"[14]

"فعل اللہ کا پیدا کردہ ہے، مگر بندہ اس کو اپنے صدور کے وقت اختیار کرتا ہے۔"

معتزلہ کے نزدیک انسان اپنے افعال کا خالق ہے تاکہ خدا کی عدل پسندی قائم رہے:

"إن العدل يقتضي أن يكون الإنسان خالقاً لأفعاله، ليصح عليه الثواب والعقاب"

"عدل کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے افعال کا خالق ہو، تاکہ اس پر ثواب وعذاب کا اطلاق درست ہو۔"

امام غزالی نے اختیار کو نیت وارادے کی سطح پر انسان کا فعل قرار دیا، جب کہ اصل خالق خدا کو مانا:

"الله يخلق الفعل عند إرادة العبد، فالإرادة كالسهم، والخلق كالرمية"[15]

"اللہ بندے کی نیت وارادہ کے وقت فعل کو پیدا کرتا ہے، ارادہ تیر کی مانند ہے اور تخلیق نشانے کی طرح۔"

صدرالدین شیرازی (ملاصدرا):

ملاصدرا کے نزدیک نفسِ انسانی عقل، شعور اور ارادہ کا مرکب ہے، جو شعوری طور پر افعال انجام دیتا ہے:

"النفس جوهر ذو مراتب، تدرك وتريد وتفعل، فهي مسؤولة باختيارها"[16]

"نفس ایک ایسا جوہر ہے جس میں ادراک، ارادہ اور عمل سب موجود ہیں، اور وہ اپنے اختیار سے ذمہ دار ہے۔"

اسلامی تعلیمات اور کلامی افکار کے تجزیے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ:

- انسان کو اللہ تعالیٰ نے شعور، ارادہ اور اختیار کی نعمت دے کر اس کا مکلف بنایا ہے۔
- مصنوعی ذہانت، اگرچہ انسان جیسا رویہ دکھاتی ہے، مگر وہ اختیار، نیت اور ذمہ داری سے خالی ہے۔
- اس بنا پر AI شریعت کے کسی بھی پہلو سے نہ مکلف ہے اور نہ اس پر جزا یا سزا کا اطلاق ہوتا ہے۔

یہ تفریق ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ انسان اور مشین کے درمیان ایک بنیادی ontological (وجودی) فرق ہے، جسے نظر انداز کرنا نہ علمی طور پر درست ہے اور نہ شرعی طور پر۔

AI3 کا اخلاقی سوال

جب مصنوعی ذہانت خود فیصلے کرنے لگے، جیسے کہ خودکار گاڑیاں یا جنگی روبوٹس، تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان فیصلوں کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟ اسلامی قانون کے مطابق:

---

13 ابن حزم، الفصل في الملل والأهواء والنحل، 1961، ج4، ص137

14 الشہرستاني، الملل والنحل، 2003، ج1، ص89

15 الغزالي، تهافت الفلاسفة، 1980، ص212

16 صدر المتألهين، الأسفار الأربعة، 1975، ج8، ص211

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ذمہ داری صرف اسی پر ہے جسے شعور ونیت کے ساتھ اختیار حاصل ہو۔ چونکہ AI میں نہ شعور ہے اور نہ ہی نیت، اس لیے اس پر اخلاقی ذمہ داری کا اطلاق نہیں ہوتا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ بات واضح ہے کہ:

AI کی جانب سے کیے گئے کسی بھی نقصان کی ذمہ داری اس کے تخلیق کار یا اس کے استعمال کنندہ پر ہوگی، جو شعور و اختیار کے حامل ہیں۔ انسان کا اختیار اور نیت ہی وہ بنیاد ہے جس پر کسی عمل کی اخلاقی ذمہ داری قائم کی جاتی ہے۔

اسلامی اخلاقی اصول اور AI

اسلامی اخلاقیات میں انسانیت کے لیے جو اصول متعین ہیں، وہ AI کے استعمال پر بھی لاگو کیے جا سکتے ہیں۔ درج ذیل اصولوں پر AI کی رہنمائی ہونی چاہیے تاکہ یہ نظام انسانیت کے لیے مفید اور نقصان دہ نہ ہو:

نقصان سے اجتناب (Non-maleficence)

اسلام میں کسی بھی عمل کو نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔ AI کو ایسا بنانا چاہیے کہ وہ انسانی زندگی یا معیشت کو نقصان نہ پہنچائے۔

عدل وانصاف (Justice)

AI کا استعمال عدل وانصاف پر مبنی ہونا چاہیے۔ یعنی کوئی بھی فیصلہ یا عمل جو AI کے ذریعے کیا جائے، وہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ کرے۔

فلاح (Falaḥ): انسانیت کی مجموعی بھلائی

AI کا مقصد انسانیت کی بھلائی اور فلاح ہونی چاہیے۔ اسلامی تعلیمات میں ہمیشہ انسانوں کی فلاح اور بہبود کی بات کی گئی ہے۔

مقاصدِ شریعت

شریعت کی پانچ اہم مقاصد ہیں: جان کا تحفظ، عقل کا تحفظ، نسل کا تحفظ، مال کا تحفظ اور دین کا تحفظ۔ AI کی ترقی اور استعمال ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جانی چاہیے تاکہ یہ تمام تحفظات یقینی بنائے جا سکیں۔

تقابلی تجزیہ: اسلامی فلسفہ اور جدید سائنس/AI

اسلامی فلسفہ اور جدید سائنس/مصنوعی ذہانت (AI) میں اختیار، اخلاقی ذمہ داری، عمل کے محرکات، فیصلوں کے اثرات، اور شعور و خود آگاہی کے حوالے سے بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ ذیل میں ان پہلوؤں کا تقابلی تجزیہ کیا گیا ہے:

اختیار کا ماخذ

اسلامی فلسفہ کے مطابق اختیار ایک خدا کی طرف سے دی گئی نعمت ہے، جسے انسان کو آزمائش کے طور پر عطا کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں انسان کو اس کے اختیار کے استعمال پر جوابدہ ٹھہرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[17]

یعنی انسان اور جنات کو عبادت کے لیے پیدا کیا گیا، جو کہ اختیاری عمل کی بنیاد پر ہے۔ اس کے برعکس، جدید سائنس اور AI میں اختیار کا ماخذ دماغ کی کیمیائی سرگرمیوں پر منحصر ہوتا ہے، اور بعض اوقات اسے محدود یا غیر موجود سمجھا جاتا ہے کیونکہ AI میں شعور یا ارادہ کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

اخلاقی ذمہ داری

---

[17] الذاریات 51:56

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلامی فلسفہ میں اخلاقی ذمہ داری صرف انسان کی ہوتی ہے کیونکہ وہ نیت، ارادہ اور شعور کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے۔ انسان اپنے اعمال کے لیے ذمہ دار ہے اور ان کے نتائج کے لیے آخرت میں جوابدہ ہوگا۔ اس کے برعکس، AI میں اخلاقی ذمہ داری نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں شعور، نیت اور ارادہ نہیں ہوتا۔ AI کے ذریعے کیے گئے کسی بھی عمل کی اخلاقی ذمہ داری تخلیق کار یا استعمال کنندہ پر عائد کی جاتی ہے، جو فیصلہ سازی کے عمل میں ملوث ہیں۔

عمل کا محرک

اسلامی فلسفہ میں عمل کا محرک نیت، ارادہ، عقل اور نفس ہوتے ہیں۔ انسان کے افعال اور فیصلے اس کے شعور اور ارادے کی بنیاد پر ہوتے ہیں، جس پر انسان کا خود ارادہ اور اختیار قائم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، AI کے فیصلے الگورتھمز، ڈیٹا، سافٹ ویئر اور سنسرز کی بنیاد پر ہوتے ہیں، جو کہ انسان کی نیت یا ارادے سے آزاد ہوتے ہیں۔

فیصلوں کا اثر

اسلامی فلسفہ میں انسان کے فیصلوں کے اثرات آخرت میں مرتب ہوتے ہیں، جہاں انسان اخلاقی اجر یا سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ"[18]

یعنی جو شخص ذرہ بھر بھلائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھے گا۔ اس کے برعکس، AI کے فیصلوں کا اثر دنیوی نتائج پر پڑتا ہے اور یہ قانونی دائرہ کار کے تحت آتے ہیں۔ ان فیصلوں کے لیے AI کو اخلاقی یا روحانی جوابدہی نہیں ہوتی۔

شعور و خود آگاہی

اسلامی فلسفہ میں انسان کے شعور اور خود آگاہی کو ماورائے مادہ مانا جاتا ہے، جو کہ اس کی روح اور عقل سے جڑا ہوتا ہے۔ انسان کی خود آگاہی اور شعور اس کے فیصلوں، ارادوں اور اخلاقی ذمہ داری کا منبع ہیں۔ دوسری طرف، AI میں شعور کی عدم موجودگی ہے؛ AI بے شعور ہوتا ہے اور اس میں نیت، ارادہ اور خود آگاہی نہیں ہوتی۔ اس کے فیصلے صرف سسٹم کی بنیاد پر ہوتے ہیں، نہ کہ کسی شعور یا ارادے کے تحت۔

اس مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلامی فلسفہ انسان کو ایک بااختیار اور اخلاقی مخلوق مانتا ہے، جسے اپنی نیت، ارادہ اور عمل کے لیے جوابدہ ٹھہرایا گیا ہے۔ اس کے برعکس، جدید سائنس اختیار کو ایک پیچیدہ نیورل و کیمیکل مظہر کے طور پر دیکھتی ہے، مگر اس کی مکمل نفی کرنا سائنسی، اخلاقی اور مذہبی طور پر محلِ نظر ہے، کیونکہ یہ انسانی فطرت اور شعور کی پیچیدگی کو تسلیم کرتی ہے۔

مصنوعی ذہانت میں انسانی شعور، ارادہ اور اخلاقی ذمہ داری کی عدم موجودگی کی بناپر، وہ کسی بھی مذہبی یا اخلاقی اعتبار سے "مکلف" نہیں ہو سکتی۔ اس کے فیصلے الگورتھمز اور ڈیٹا کی بنیاد پر ہوتے ہیں، جو شعور و ارادے سے آزاد ہوتے ہیں۔

اسلامی رہنمائی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ٹیکنالوجی کو انسان کے فائدے کے لیے استعمال کیا جائے، اس کی آزادی کو محدود کیے بغیر، اور ہر فیصلہ خدا کے سامنے جوابدہی کے اصول پر قائم ہو۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ترقی اور جدت کا فائدہ انسانیت کی بھلائی کے لیے ہونا چاہیے، تاکہ ہر عمل اللہ کے حکم کے مطابق ہو۔

نتائج

[18] الزلزلۃ 7:99-8

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

1. انسانی اختیار کا تصور اسلامی فلسفے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جہاں انسان کو خیر و شر کے انتخاب میں آزاد اور ذمہ دار قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید اور علم کلام میں واضح طور پر بیان ہوا ہے۔
2. جدید سائنسی نظریات، خاص طور پر نیورو سائنس اور مصنوعی ذہانت، انسانی ذہن کو ایک میکانکی نظام کے طور پر دیکھنے کی طرف مائل ہیں، جس سے انسانی اختیار کی کلاسیکی تعبیر کو چیلنج درپیش ہے۔
3. کوانٹم نظریات نے سائنسی جبریت (scientific determinism) کے تصور کو کمزور کیا ہے، اور یہ امکانات پیدا کی ہیں کہ انسانی فیصلے مکمل طور پر متعین (predetermined) نہیں ہوتے۔
4. اسلامی فلسفہ میں "کسب" اور "جبر و قدر" جیسے نظریات انسانی ارادے اور خدائی علم و قدرت میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جو کہ AI کے تناظر میں نئی معنویت اختیار کر جاتے ہیں۔
5. AI کی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی ذمہ داری کا سوال مزید پیچیدہ ہو گیا ہے، کہ اگر مشینیں فیصلہ سازی میں شامل ہوں تو انسانی احتساب کا دائرہ کیسے متعین کیا جائے؟
6. اسلامی تناظر میں انسان کو اشرف المخلوقات سمجھا جاتا ہے، اور اس کی شناخت عقل، ارادہ اور اختیار سے مشروط ہے؛ AI کے ابھار کے بعد ان خصائص کی نئی تعبیر کی ضرورت پیدا ہو رہی ہے۔
7. اسلامی فلسفہ اور جدید سائنس کے درمیان مکالمہ انسانی اختیار کے تصور کو مزید گہرائی سے سمجھنے میں مدد دے سکتا ہے، اور AI کے استعمال کو اخلاقی اور انسان دوست بنیادوں پر قائم رکھنے کے لیے رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔
8. AI کو اسلامی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو اختیار، نیت، اور اخلاقی احتساب کا مرکز تصور کیا جائے، نہ کہ اسے ایک مشینی یا خودکار عمل کا محض حصہ سمجھا جائے۔

سفارشات

1. اسلامی ماہرینِ فلسفہ اور سائنسدانوں کے درمیان بین الاذہانی مکالمے کو فروغ دیا جائے، تاکہ انسانی اختیار کے مسئلے کو عصرِ حاضر کے سائنسی تناظر میں بہتر انداز سے سمجھا جا سکے۔
2. مصنوعی ذہانت کی ترقی میں اخلاقی اصولوں اور اسلامی تعلیمات کو شامل کیا جائے، تاکہ AI انسان کے خلیفہ ہونے کے منصب کو چیلنج نہ کرے بلکہ اس کی خدمت کا ذریعہ بنے۔
3. نصابِ تعلیم میں AI، فلسفہ، اور اسلامی اخلاقیات کو ایک مشترکہ موضوع کے طور پر متعارف کرایا جائے، تاکہ طلباء ان پیچیدہ موضوعات پر متوازن نقطہ نظر اختیار کر سکیں۔
4. AI سے متعلق پالیسی سازی میں اسلامی اخلاقی اصولوں کو مدنظر رکھا جائے، خصوصاً اُن شعبوں میں جہاں انسان کے اختیار اور ذمہ داری سے متعلق بنیادی سوالات اُٹھتے ہیں (جیسے عدلیہ، طب، جنگی ٹیکنالوجی)۔
5. اسلامی ممالک میں تحقیقی ادارے قائم کیے جائیں جو AI، فلسفہ، اور دینیات کے امتزاج پر تحقیق کریں، تاکہ جدید چیلنجز کا جواب اسلامی فکر کی روشنی میں دیا جا سکے۔
6. AI کی decision-making صلاحیتوں پر نظرِ ثانی کی جائے، اور ایسے سسٹمز بنائے جائیں جن میں انسانی مداخلت اور اخلاقی احتساب کو لازمی قرار دیا جائے۔
7. علمِ کلام اور تصوف کے ذخیرے کو نئے زاویوں سے از سرِ نو پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے، تاکہ جدید سائنسی پیش رفتوں کے ساتھ ہم آہنگ مفاہمت پیدا کی جا سکے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

8. مصنوعی ذہانت کے دائرہ کار کو واضح کرنے کے لیے فقہی اور اخلاقی اجتہاد کی روایت کو فعال کیا جائے، تاکہ انسانی اختیار، نیت، اور ذمہ داری کے اصول ضائع نہ ہوں۔

خلاصہ:

عصرِ حاضر میں مصنوعی ذہانت (AI) کی تیز رفتار ترقی نے نہ صرف انسانی زندگی کو سہل بنایا ہے بلکہ کئی فکری و اخلاقی سوالات بھی جنم دیے ہیں، جن میں سب سے اہم سوال انسانی اختیار (Free Will) سے متعلق ہے۔ کیا انسان اب بھی اپنی مرضی سے فیصلے کرنے میں آزاد ہے یا ٹیکنالوجی اس کی آزادی کو محدود کر رہی ہے؟ اسلامی فلسفہ، بالخصوص علمِ کلام اور تصوف، انسانی ارادے اور ذمہ داری کو بنیادی اہمیت دیتا ہے، جبکہ قرآن مجید بھی انسان کو خیر و شر کے درمیان انتخاب کا مکلف قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس، جدید سائنسی نظریات، خاص طور پر نیوروسائنس اور AI، انسانی ذہن کو ایک میکانکی اور جبری نظام کے طور پر دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے اختیار کی کلاسیکی تفہیم کو چیلنج درپیش ہے۔ تاہم کوانٹم نظریات میں ایسی گنجائش موجود ہے جو غیر جبری (non-deterministic) رویوں کو تسلیم کرتی ہے، جو اختیار کی اسلامی تعبیر سے ہم آہنگ ہو سکتی ہے۔ اس تحقیق میں یہ واضح کیا گیا کہ اسلامی اور سائنسی زاویوں کے درمیان مکالمہ وقت کی اہم ضرورت ہے، تاکہ انسانی ذمہ داری اور سائنسی ترقی کو ایک متوازن اور اخلاقی بنیاد پر استوار کیا جا سکے۔ یہ مطالعہ تجویز کرتا ہے کہ AI کے دائرہ کار میں انسانی ارادے، اخلاقی احتساب اور دینی اصولوں کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا، بلکہ انہی بنیادوں پر ایک انسان دوست اور متوازن سائنسی نظام تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

مصادر و مراجع

1. مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری۔ صحیح مسلم۔ کتاب القدر، بیروت: دار احیاء التراث العربي، 1991۔
2. ابن حزم۔ الفصل في الملل والأهواء والنحل۔ قاہرہ: دار الجیل، 1961۔
3. الشهرستاني۔ الملل والنحل۔ بیروت: دار المعرفة، 2003۔
4. الغزالی۔ الاقتصاد في الاعتقاد۔ بیروت: دار المنهاج، 1980۔
5. الغزالی۔ القسطاس المستقیم۔ بیروت: دار الکتب العلمية، 1980۔
6. الغزالی۔ تهافت الفلاسفة۔ بیروت: دار المعارف، 1980۔
7. صدر الدین الشیرازی۔ الأسفار الأربعة۔ تہران: مؤسسہ حکمت و فلسفہ، 1975

Bibliography

1. Muslim ibn al-Hajjaj al-Qushayri al-Naysaburi. Sahih Muslim. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 1991.
2. Ibn Hazm. Al-Fasl fi al-Milal wa al-Ahwa’ wa al-Nihal. Cairo: Dar al-Jil, 1961.
3. Al-Shahrastani. Al-Milal wa al-Nihal. Beirut: Dar al-Ma‘rifah, 2003.
4. Al-Ghazali. Al-Qistas al-Mustaqim. Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1980.
5. Al-Ghazali. Tahafut al-Falasifah. Beirut: Dar al-Ma‘arif, 1980.
6. Sadr al-Din al-Shirazi (Mulla Sadra). Al-Asfar al-Arba‘a. Tehran: Institute of Wisdom and Philosophy, 1975.
7. Libet, Benjamin. Mind Time: The Temporal Factor in Consciousness. Cambridge, MA: Harvard University Press, 2004.
8. Georgiev, Danko. "Mind-Controlled Synaptic Plasticity." arXiv preprint arXiv:2107.11954, 2021.
9. Dennett, Daniel C. Elbow Room: The Varieties of Free Will Worth Wanting. Cambridge, MA: MIT Press, 1984.
10. Mele, Alfred R. Free Will and Luck. Oxford: Oxford University Press, 2006.